AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

امام ابن تیمیہ کے حالات زندگی اور علمی دنیا میں ان کا مقام وحیثیت (ایک تخصیصی مطالعہ)

Imam Ibn Taymiyyah: His Biography and Scholarly Status – A Specialized Study

1. *Mubashra Alam*
PhD Scholar, Department of Islamic Studies,
University of Okara, Okara, Pakistan
2. *Dr. Muhammad Zaid Lakhvi*
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
University of Okara, Okara, Pakistan

.*Abstract*

Ibn Taymiyyah's personality is not hidden in the Islamic world. His family has been teaching for seven or eight generations, and all of them were distinguished in science and art. Allama's father Abdul Halim was a great scholar. He was perfect in the art of Hadith. His father, Imam Abdul Halim bin Abdul Salam (may Allah have mercy on him), was a great scholar and a virtuous person and he was well-versed in all Islamic sciences. He was the Sheikh of Hadith of Darul Hadith al-Sukriya. He died in 683 AH. His mother's name was Fatima and her title was Sat al-Muna'im. His father's name was Abdul Rahman bin Ali. Al-Muna'im Fatima was a very pious, ascetic, patient, thankful and courageous woman. He died in Damascus in 716 AH. At the time when Imam Ibn Taymiyyah (may Allah have mercy on him) was born, the entire Islamic world was shaken by the fear of the Tatars. Imam Sahib (may Allah have mercy on him) spent the first 6 years of his life in Harran. When he entered his seventh year, Tohran also fell under the Tatars. After the Tatars attacked, there was no place of refuge for knowledge, virtue, honor, life and property. Therefore, the father of Imam Sahib (may Allah have mercy on him), Abdul Halim bin Abdul Salam (may Allah have mercy on him), decided to seek refuge in another city. So, he put his belongings and books in a cart. And he set off towards Damascus, and the Tatars pursued him. But Allah Almighty protected him from their conspiracy. He and his family and belongings reached Damascus. Ibn Taymiyyah was an expert in the sciences of the Quran, the Uloomul Hadith, the Uloomul jurisprudence and other Ulooms of Sharia. His entire life was spent in a pen-based jihad against the elements that were hostile to Islam. In the article under review, the circumstances of Imam Ibn Taymiyyah's life and the scientific aspects of his life are explained

***Keywords**: Uloomul Hadith, jurisprudence , Uloomul Sharia,Uloomul Fiqah,Sunnah*

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مکمل نام تقی الدین ابو العباس احمد بن شہاب الدین ابو المحاسن عبد العلیم بن امام مجد الدین ابو البرکات عبد السلام بن

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ابو محمد بن عبد اللہ بن ابو القاسم الخضر بن محمد بن الخضر بن علی بن عبد اللہ بن تیمیہ رحمہ اللہ ہے۔[1] آپ شام کی ایک معروف بستی حران میں 10 ربیع الاول پیر کے روز 661ھ (22 جنوری 1263ء) میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباؤ اجداد حران کے رہنے والے تھے۔ ان کے دادا محمد بن خضر کی والدہ کا نام تیمیہ تھا۔ جو نہایت قابل تھیں اور وعظ کیا کرتی تھیں۔ علامہ موصوف انہیں کی طرف منسوب ہو کر ابن تیمیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ علامہ کے خاندان میں سات آٹھ پشت سے درس تدریس کا مشغلہ چلا آتا ہے اور وہ سب لوگ علم و فن میں ممتاز گزرے۔ علامہ کے والد عبد الحلیم بہت بڑے عالم تھے۔ فن حدیث میں ان کو کمال حاصل تھا۔[2] ان کے والد امام عبد الحلیم بن عبد السلام رحمہ اللہ بڑے جلیل القدر عالم وفاضل تھے اور تمام علوم اسلامیہ میں ان کو تبحر علمی حاصل تھا۔ دارالحدیث السکریہ کے شیخ الحدیث تھے۔ 683ھ میں انتقال فرمایا۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ اور لقب ست المنعم تھا ان کے والد کے نام عبد الرحمان بن علی ہے المنعم فاطمہ بڑی عابدہ، زاہدہ، صابرہ، شاکرہ اور بلند حوصلہ خاتون تھیں۔ 716ھ میں دمشق میں انتقال کیا۔[3] امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ جس دور میں پیدا ہوئے اس وقت سارا عالم اسلام تاتاریوں کی ہیبت سے لرزہ بر اندام تھا۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کے ابتدائی 6 سال حران میں گزارے۔ جب آپ نے ساتویں سال میں قدم رکھا۔ تو حران بھی تاتاریوں کی زد میں آگیا تاتاریوں کے حملے کے بعد علم و فضل، عزت و آبرو اور جان ومال کے لیے کوئی پناہ کی جگہ نہ تھی۔ چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ کے والد عبد الحلیم بن عبد السلام رحمہ اللہ کسی دوسرے شہر میں پناہ لینے کا عزم کیا۔ چنانچہ انہوں نے ایک گاڑی میں اپنا سامان اور کتابیں رکھیں۔ اور دمشق کی طرف چل پڑے تاتاریوں نے ان کا تعاقب کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش سے محفوظ رکھا آپ اور اپنے اہل وعیال اور سامان وغیرہ دمشق پہنچ گئے۔[4]

یہ 667 ہجری کا واقعہ ہے اس وقت علامہ رحمہ اللہ کی عمر 6 برس تھی۔ علامہ رحمہ اللہ نے اپنے والد محترم کے اشارے سے دمشق میں علم کی تحصیل شروع کی۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ اور سات سال عمر ہونے پر بستی حران سے دمشق (شام) کی طرف نقل مکانی کرنی پڑی۔ جامع دمشق کا علمی ماحول ابن تیمیہ کی تعلیم وتربیت کے لیے بے حد ساز گار ثابت ہوا انہوں نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو بے پناہ حافظہ عطا فرمایا تھا۔[5]

---

(1) اسمعیل بن عمر ابن کثیر ،المختصر فی اخبار البشر،(بیروت،مطبع المعرفة، س ن) ،ج،13،ص،302؛ احمد بن عبدالهادی،حافظ، العقود الدریه فی مناقب ابن تیمیه ،(قاهره ،مطبع حجازی ،1938ء)،ص،2؛ ابن راغب، عمر بن رضا کحالة، معجم المؤلفین ،(بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1957ء)،ص،261

(2) حنبلی، عبدالحی بن العماد، شذرات الذهب فی اخبار من ذهب ،(بیروت، دار المیسرة، 1979ء)،ج،5،ص،376

(3) ایضاً،ج،5،ص،376؛ شبلی نعمانی،علامہ،مقالات شبلی،(اعظم گڑھ۔انڈیا،دارالمصنفین،1999ء)،ج،5،ص،64

(4) حنبلی ، عبدالحی بن العماد، شذرات الذهب ،ج،5،ص،376؛شبلی نعمانی،مقالات شبلی،ج،5،ص،64

(5) ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر ، البدایه والنهایه،(بیروت ۔لبنان، دارالمعرفة، 2002ء)،ج،14،ص،549

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

فہم وفراست میں عمیق نظری:

الکواکب الدریہ میں ہے:

”امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو خدائے بزرگ وبرتر نے جو صفات وکمالات عطا فرمائے تھے ان میں ایک یہ بات بھی تھی۔ کہ الفاظ نبویہ اور اخبار مرویہ سے استنباط معنی میں انہیں غیر معمولی درجہ حاصل تھا۔ چنانچہ مسائل پر وہ ان صفات کے باعث واضح دلائل قائم کرتے تھے۔ لفظ کے مفہوم ومنطوق کو بڑی خوبی سے بیان کرتے تھے۔ خاص اور عام ومقید اور مطلق نیز ناسخ ومنسوخ کی وضاحت خود کرتے تھے پھر ان سب کی تبین ضوابط ولوازم اور ملازمات ومایحتاج کی تشریح وتوصیف ایسی کی کہ اس کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔“(6)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی خاندانی وراثت غیر معمولی حافظہ:

اللہ تعالیٰ نے امام موصوف رحمہ اللہ کو غیر معمولی حافظہ خاندانی وراثت میں عطا فرمایا تھا۔ امام صاحب کے والد محترم جامع اکبر دمشق میں کتابوں کے سہارا لیے بغیر درس دیا کرتے تھے۔ اور یہ درس قوت حافظہ کے بل بوتے پر ہوتے تھے جن سے عام وخاص مستفید ہوتے تھے۔ اوراس ذہین باپ کا بیٹا بھی ذہانت میں بالکل اپنے باپ جیسا تھا جس طرح امام صاحب کے والد گرامی اپنے حافظہ میں یکتا مقام رکھتے تھے اسی طرح امام صاحب بھی اسی طرح یکتا مقام رکھتے تھے۔(7)

مروجہ علوم وفنون میں کمال وجمال:

قول الجلبی میں لکھاہے ابوحیان اندلسی جب پہلی مرتبہ امام کی صاحب کی خدمت میں گئے۔ تو دوران گفتگو ان کی فراوانی معلومات سے ورطہ حیرت میں ڈوب گےئ۔ اور بے اختیار پکار اٹھے:

"مَارأت عيناي مثل ابن تيميه"(8)

”میری آنکھوں نے آج تک ابن تیمیہ جیسا غیر معمولی انسان نہیں دیکھا۔“ پھر اسی مجلس میں فی البدیہہ ان کی شان میں ایک قصیدہ مدحیہ بھی کہہ ڈالا۔ لیکن سلسلہ کلام آگے بڑھا۔ اور ایک نحوی مسئلے سے متعلق امام فن ابوحیان نے سیبویہ کا حوالہ دیا تو امام ابن تیمیہ جوش میں گئے۔ اور کہا کہ قرآن مجید کے فہم وترجمان میں سیبویہ نے 80 مقامات پر ٹھوکر کھائی ہے۔ اور ادب ونحو کے بدیہی تقاضوں سے انحراف کیاہے۔ امام ابن تیمیہ کو علم نحو پر اس قدر عبور تھا کہ علم نحو کے بہت بڑے ماہر امام سیبویہ پر جرح کرتے ہوئے فرمایا:

---

(6) مرعی بن یوسف ،الكواكب الدرية، ص،155

(7) ابو يعلى، محمد بن محمد، مختصر طبقات الحنابله ،(بيروت ، دا رالمعرفه، س ن)،ص،52

(8) دمشقى ، الرد الوافر ،ص،101

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"سیبویہ کوئی نبی نہیں تھا جس پر نحو اتری۔"[9]

الغرض امام ابن تیمیہ کی جملہ علوم میں مہارت تامہ کو ان کے حریف اور بہت بڑے امام علامہ کمال الدین الزمکانی (م727ھ) ان الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں۔

"ابن تیمیہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے علوم اس طرح نرم کر دیئے تھے۔ جس طرح حضرت داؤد کے لیے لوہا نرم کر دیا تھا جس علم کے بارے میں ان سے سوال کیا جاتا اس طرح سے جواب دیتے کہ دیکھنے والا اور سننے والا یہ سمجھتا کہ وہ اس فن کے سوا کچھ نہیں جانتے اور یہ فیصلہ کرنا ان کی طرح کوئی اس فن کا علم نہیں ہر مذہب و فقہ کے علماء جب ان کی مجلس میں شریک ہوتے ان کو کوئی نہ کوئی ایسی چیز معلوم ہوتی جو ان کو پہلے سے معلوم نہ تھی یہ کبھی نہیں ہوا کہ انہوں نے کسی سے مناظرہ کیا ہوا۔ اور ناکام ہو گئے ہوں جب کبھی انہوں نے کسی شرعی یا عقلی علم میں کلام کیا تو ماہرین فن سے اور اس کے مخصوص عالموں سے بڑھ گئے۔ تصنیف میں بھی ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔"[10]

حفظ حدیث:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دور میں حدیث کی کتابت حفظ حدیث اور سماع حدیث کا عام چرچہ تھا۔ آپ نے سب سے پہلے امام حمیدی کی کتاب "الجمع بین الصحیحین " حفظ کی پھر اس دور کے اساتذہ خصوصاً علمائے شام سے حدیث سنی ان کے شاگرد رشید بیان کرتے ہیں کہ حدیث میں ابن تیمیہ کے شیوخ کی تعداد 200 سے بھی متجاوز ہے۔

"وشیوخه الذین سمعه اكثر من مائتی شیخ" [11]

علم حدیث پر عبور:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی خصوصیات میں یہ ہے کہ انہیں "علم حدیث" پر مکمل عبور ہے۔ پوری اسلامی تاریخ میں صرف ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی شخصیت ایسی ہے جن کے بارے میں کہا گیا ہے:

"كل حديث لا يعرفه ابن تيمية فليس بحديث" [12]

"ہر وہ حدیث جسے ابن تیمیہ نہیں جانتے، وہ حدیث ہی نہیں ہے"

یہاں ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ احادیث کو بیان کرتے وقت وہ کس طرح اس کے صحت و سقم کا حوالہ دیتے ہیں، انہیں احادیث کے

---

(9) شاہ ولی اللہ، القول الجلی، (دہلی، شاہ ابو الخیر اکادمی، س ن)، ص، 125

(10) مرعی بن یوسف ،الکواکب الدریة، ص، 15

(11) عکری، شذرات الذهب، ج،3، ص،392؛ احمد بن عبدالهادی، العقود الدریه فی مناقب ابن تیمیه ،ص،3

(12) احمد بن عبدالهادی، العقود الدریه فی مناقب ابن تیمیه ،ص،25

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

متن تک یاد ہیں:

"وحفظ الحديث ورجاله وصحته وسقمه فيما يلحق فيه" [13]

"نہ صرف متن یاد ہیں بلکہ حدیث کے رجال، اس کی صحت و سقم کی کیفیت سے بھی واقف ہیں اور اس فن میں کوئی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا سہیم و شریک نہیں"

ڈاکٹر رشاد سالم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اما معرفته بصحيح المنقول وسقيمه فانه في ذلك من الجبال التي لا ترتقي ذروتها ولا ينال سنامها قل ان ذكر له قول الا وقد احاض علمه بمبتكره وذاكره وناقله واثره' او راوالا وقد عرف حاله من جرح و تعديل باجمال و تفصيل " [14]

"جہاں تک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح اور سقیم کی معرفت کا تعلق ہے تو ابن تیمیہ اس فن میں پہاڑ کی ایسی چوٹی اور بلندی ہیں، جسے سر نہیں کیا جا سکتا۔ بہت کم ایسا ہوا کہ ان کے سامنے کوئی قول بیان ہوا مگر انہیں ان کے قائل، ناقل، اس کے اچھوتے ہونے کا علم نہ ہو، یا کسی راوی کا ذکر ہوا تو جرح و تعدیل کے اعتبار سے اس کا اجمالی اور مفصل علم حاصل نہ تھا۔"

علم حدیث پر عبور کے ناطے سے ہم دیکھتے ہیں ابن تیمیہ رحمہ اللہ حدیث کی کتابوں اور ائمہ حدیث کے بارے میں بلا جھجک اپنی رائے دیتے ہیں۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ناطے سے کسی بڑے سے بڑے محدث یا امام کی پروا نہیں کرتے۔ جو بات حق اور سچ ہے اسے بلا خوف لومۃ لائم، ببانگ دہل بیان کرتے ہیں۔ انہیں خود صحاح ستہ کے متون از بر ہیں۔[15]

شیوخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا حدیث نبوی سے گہرا تعلق تھا۔ اس لیے حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کی تعداد 200 سے زائد ہے۔[16] ڈاکٹر غلام جیلانی برق (مرحوم) نے اپنی کتاب "ابن تیمیہ" میں 23 اساتذہ اور مولانا محمد یوسف کوکن عمری (مرحوم) نے اپنی کتاب 'امام ابن تیمیہ' میں امام صاحب رحمہ اللہ کے 44 اساتذہ کے نام درج کیے ہیں لیکن یہاں طوالت سے اجتناب کرتے ہوئے امام صاحب کے چند ایک مایہ ناز اساتذہ کا ذکر کرتے ہیں۔

❖ شیخ مجد الدین ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل (587 تا 669ھ)

---

(13) احمد بن عبدالهادی، العقود الدریه فی مناقب ابن تیمیه ،ص،25

(14) مقارنۃ بین الغزالی، ص،31

(15) ابن تیمیه، احمد بن عبدالحلیم، مجموع الفتاوی، ج،18، ص،41

(16) احمد بن عبدالهادی، العقود الدریه فی مناقب ابن تیمیه ،ص،231

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- شیخ شمس الدین ابو محمد عبد الرحمان بن ابی عمر(597تا682ھ)
- شیخ زین الدین ابو العباس احمد بن عبد الدائم(575تا668ھ)
- شیخ جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمان بن سلیمان(585تا670ھ)
- شیخ کمال الدین ابو نصر عبد العزیز بن عبد المنعم(585تا672ھ)
- شیخ تقی الدین محمد اسماعیل بن ابراہیم(589تا672ھ)
- شیخ زین الدین ابو العباس احمد بن ابی الخیر سلامہ(609تا678ھ)
- شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد المنعم(601تا682ھ)
- شیخ سیف الدین ابو زکریا یحییٰ بن عبد الرحمان(592تا672ھ) [17]

مسند تدریس کا فیضان:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا انداز تدریس علمی اور تحقیقی ہوا کرتا تھا۔ ہر گوشہ علم امام ابن تیمیہ کی کمان تھا۔ وہ ہر فن میں امامت واجتہاد کے مرتبے پر فائز تھے اور ان کے فضل وکمال کی وسعتیں ہر میدان تحقیق کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئیں تھیں اور ان کی عبقریت اور بے پناہ استحضار کا اظہار شیخ تقی الدین ابن دقیق العید رحمہ اللہ اپنے خوبصورت الفاظ میں اس طرح کرتے ہیں۔

"العلوم كلها بين عيينة يأخذ منها ما يريد ويدع ما يريد"[18]

”تمام علوم متداولہ ان کی نگاہوں کی زد میں ہیں۔ ان میں سے جس علم کو چاہتے ہیں لے لیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں ناقابل التفات سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔“

امام موصوف رحمہ اللہ عادت مبارکہ یہ تھی کہ وہ زیر بحث مسائل کی گہرائی تک پہنچتے تھے۔ جس معاملے قلم یا زبان کو حرکت دیتے۔ اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کر لیتے تھے۔ 'الکوکب الدریہ' میں ان کے اس انداز تدریس کا ذکر اس طرح پیش کیا گیا ہے۔

"كان ابن تيمة إذا شرع فی الدرس يفتح الله عليه اسرار العلوم و غوامض ولطائف و دقائق وفنون ونقول واستدلا بآيات لاله وأحاديث واستهاد بأشعار العرب وهو مع ذلك يجری كما يجری التيار و تفيض كما يفيض البحر" [19]

”امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جب درس کا آغاز فرماتے تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے علوم کے اسرار و غوامض کے دروازے کھول دیتا اور

(17) ابو زہرہ مصری، حیات ابن تیمیہ، ص،67
(18) دمشقی ، الرد الوافر ،ص،101
(19) مرعی بن یوسف ،الکواکب الدریة، ص،15

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

لطائف ودقائق علمیہ اور نکات فنون کے کواڑ ایک ایک کر کے ان کے سامنے وافر فرما دیتا۔ ہر شے ان کے نگاہ نکتہ بین کا ہدف ہوتی۔ اور وہ نہایت تیزی سے آیات قرآن احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال اور ائمہ فنون اور اشعار عرب سے استشہاد کرتے جاتے اور پھر اس قافلہ شواہد وامثال کے جلوس میں اس طرح چلتے کہ جیسے سیلاب امنڈ آرہا ہے اور دریا موجیں مار رہا ہے۔"

"يجرى كما يجرى التيار و يفيض كما يفيض البحر و يعسير منذ يتكلم إلى ان يفرغ كالغائب عن الحاضرين مغمضاعينيه ويقع عليه اذا ذلك من المهاية ما يرعد القلوب و بحير الأبصار العقول" [20]

"ان کی گفتگو میں سیلاب کی سی روانی اور سمندر کی سی طغیانی ہوتی ہے۔ آغاز کلام سے لے کر اختتام کلام تک یہی سلسلہ جار رہتا ہے علمی بات کرتے وقت آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور چہرے پر ایسا وقار اور جلال طاری ہوتا ہے جس کی وجہ سے تمام مجلس پر ایک طرح کی مرعوبیت چھا جاتی ہے۔"

اسلامی فرق کا محاکمہ بذریعہ تحریر و مناظرہ:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ جہاں پر قرآن وحدیث سے بدرجہ کمال آشنا تھے وہاں پر اسلامی فرق کے محاکمہ سے اپنے ہم عصر علماء کو ہم پلہ نہ گردانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر اسلامی فرق کے حاملین داعیان کو جناب ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ اور ہر مجلس امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دلائل وبراہین کو لاجواب اور مضبوط گردا قرار دیتے ہوئے ان کے حق میں فیصلے دیئے گئے۔

مخالفین کو سزا دینے کے احکامات صادر کیے گئے۔ جن کی مثالیں درج ذیل ہیں:

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"اسلامی فرقوں سے سے اشعری اور حنبلی آپس میں حریف مقابل تھے۔ لیکن امام رازی نے اشاعرہ کے مذہب کو اس قدر مدلل اور روشن کر دیا تھا کہ حنبلی مذہب گویا بجھ چلا تھا۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ حنبلی تھے اور ان کے نزدیک حنبلیوں کی رائے صحیح تھی۔ اس لیے انہوں نے دلیری سے حنابلہ کے ان خیالات کا اظہار کیا۔ 698 ہجری میں ایک استفتا ان کے پاس اس کے متعلق آیا انہوں نے دو تین گھنٹہ میں اس کا لمبا چوڑا جواب لکھا جو "حمویہ" کے نام سے مشہور ہے اس میں نہایت تفصیل سے اشعریوں کی غلطی ثابت کی۔ یہ پہلا دن تھا کہ ان کی عداوت اور مخالفت کی صدا بلند ہوئی فقہاء نے ان سے جا کر بحث کی لیکن امام االدین قزوینی ان کے طرف دار ہو گئے اور کہا جو شخص علامہ کے مخالف کوئی بات کہے میں اس کو سزا دوں

(20) ایضاً، ص، 15-16

AL-AASAR Journal | Vol. 2, No. 2 (2025)
Quarterly Research Journal | Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com | Print ISSN: 3006-6921

گا۔"[21]

705 ہجری میں یہ فتنہ پھر بڑے زور شور سے تھا یہاں تک کہ شاہی حکم آیا کہ نائب السلطنت افرم علماء و فضلاء کے مجمع میں علامہ کا اظہار لیں غرض 705 ہجری میں تمام قضاۃ اور علماء ایوان شاہی میں جمع ہوئے اور علامہ رحمہ اللہ کو بلوا بھیجا۔ وہ اپنی تصنیف عقیدہ واسطیہ ہاتھ میں لے کر آئے اور اس کو پڑھ کر سنایا۔ تین جلسوں میں پوری کتاب ختم ہوئی۔ پھر صفر 705 ہجری کو مناظرہ کی مجلس منعقد ہوئی اور علامہ صفی الدین ہندی، افسر مناظرہ مقرر ہوئے۔ پھر کسی وجہ سے ان کی بجائے کمال زملکانی مشہور محدث تھے۔ اس خدمت پر مامور ہوئے بالآخر سب نے تسلیم کیا کہ علامہ رحمہ اللہ کے عقائد اہل سنت کے عقائد ہیں چندروز کے بعد شاہی فرمان آیا کہ علامہ رحمہ اللہ پر جو الزامات لگائے گئے تھے غلط تھے۔[22]

علامہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایسے واقعات کے متعلق بذات خود ایک کتابچہ 'مناظرہ مصریہ' کے نام سے لکھا ہے جس کے دیباچہ میں اس کی وجہ تحریر بھی لکھی۔ جو قابل تحریر ہے اس کا ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے:

> "706ھ میں دو شاہی عہدہ دار میرے پاس آئے کہ چل کر علماء کے سامنے اپنے عقائد کا ثبوت بیان کیجیے۔ میں نے کہا سال بھر تم لوگ میرے خلاف لوگوں کے بیان سنتے رہے اور کبھی مجھ کو جواب کا موقع نہیں دیا اب ایک دفعہ تنہا میرا بیان بھی سن لو۔ پھر مجمع عام میں گفتگو ہوگی۔ دونوں عہدہ دار واپس گئے اور یہ پیغام لائے کہ آپ کو مجبوراً چلنا ہوگا میں نے انکار کیا وہ لوگ واپس گئے۔ اور پھر یہ پیغام لائے کہ فلاں فلاں عقیوں سے باز آؤ میں نے اسکا جواب یہ رسالت لکھا۔"[23]

مذکورہ بالا واقعات اور تماثیل کے پیش نظر شمس الدین ابن الحویری (جو مذہباً حنفی تھے) کی بات ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں بہت صادق آتی ہے۔ جو انہوں نے ایک تحریر میں کہی:

> " تین سو برس سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کوئی ہمسر نہیں پیدا ہوا۔"[24]

امام ابن تیمیہ کا منصب قاضی القضاۃ سے انکار:

امام ابن تیمیہ ابھی اپنی کو 30 سال گزارے تھے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جملہ علوم کا شہرہ آفاق میں پھیل چکا تھا۔ لوگ مختلف وفود کی صورت میں جناب علامہ موصوف رحمہ اللہ سے استفادہ کے لیے حاضر ہوئے اور اپنی علمی اور پر حکمت بصیرت کو اپنے دامن میں سمیٹ کر لے جاتے۔ اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے حاصل شدہ مختلف علوم کو دور دراز کے علاقوں میں نشر و اشاعت اور فروغ کا کام کرتے۔ علماء

---

(21) صلاح الدین، محمد بن شاکر، فوات الوفیات ، (بیروت، دار صادر، 1974ء)، ص، 321

(22) شبلی نعمانی، علامہ ابن تیمیہ حرانی، ماہنامہ محدث، نومبر 2000ء، ص، 98

(23) سالم، محمد رشاد، مقارنۃ بین الغزالی، (کویت، دار القلم، 1992ء)، ص، 123

(24) ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، درر کامنه ،(حیدرآباد، الهند ،مجلس دائرة المعارف العثمانية ، 1972ء)، ج،3، ص، 436

بالخصوص اور عوام الناس بالعموم جناب علامہ کے علم اور دانائی بھرے فیصلوں سے اس قدر متاثر ہوتے کہ جیسے حقیقی معنوں میں جناب علامہ ہی اس زمانہ کے قاضی اور جج ہیں۔ گویا آپ اپنے علم و فیصلہ کن کلام سے لوگوں کو اوپر جادو کیے جا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو اس دار فانی میں تشریف لائے ابھی 30 سال گزرے تھے کہ آپ کو قاضی القضاۃ اور جسٹس کا عہدہ و منصب کی پیشکش کی گئی لیکن آپ رحمہ اللہ نے سابقہ حاصل شدہ شہرہ آفاق مقام و مرتبہ کو کافی شمار کرتے ہوئے صاف انکار کر دیا۔

جس کو ابن رجب حنبلی نے (جو خود علامہ موصوف کے شاگرد کے شاگرد تھے) طبقات الحنابلہ میں اور علامہ شبلی نعمانی نے اپنے مقالات میں نقل کیا ہے۔

"ان کے علم و فضل کا شہرہ اس قدر عام ہوتا جاتا تھا کہ 690ھ سے پہلے یعنی جب ان کی عمر 30 برس کو نہ پہنچی تھی۔ قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن انہوں نے انکار کیا۔ 691ھ میں حج کو گئے اور جب واپس آئے تو تمام ملک میں ان کے فضل و کمال کا سکہ جم چکا تھا لیکن اس حسن قبول کے ساتھ مخالفت کا سامان بھی جمع ہوتا جاتا تھا۔"(25)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کردار سے متاثر ہو کر 'عساف' نامی عیسائی گستاخ رسول کا مسلمان ہونا:

یوسف کوکن عمری اپنی تصنیف امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ میں لکھتے ہیں:

"693ھ میں ایک ایسا واقع پیش آیا۔ جس سے امام ابن تیمیہ کی دینی حمیت اور ایمان جذبہ کا عملی اظہار ہوا۔ دمشق میں ایک عیسائی جس کا نام "عساف" تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جب امام صاحب کو اس کا علم ہوا تو آپ شیخ الحدیث زین الدین انصارقی کو اپنے ساتھ لے کر نائب السلطنت عز الدین ایبک کو ملے۔ اور اس کو صورت حال سے آگاہ کیا ۔نائب السلطنت نے امام تحقیقات کرنے کا وعدہ کیا اور عساف کو اپنے دربار میں طلب کیا حضرت امام صاحب جب دربار سے واپس آرہے تھے۔ تو راستے میں عساف نظر آیا جو ایک عرب بدو کے ہمراہ آرہا تھا۔ امام صاحب کے ساتھ کافی آدمی تھے ان آدمیوں نے جب ایک بدو کو جب عیسائی کے ساتھ دیکھا تو انہوں نے عرب بدو کو برا بھلا کہنا شروع کہہ دیا تو عرب بدو اس وقت عیسائی کی حمایت پر کمربستہ ہو گیا۔ اور مسلمانوں پر طعن و تشنیع کرنے لگا۔ اس پر مجمع مشتعل ہو گیا اور ان دونوں پر اتنے پتھر برسائے کہ دونوں زخمی ہو گئے جب نائب السلطنت کو اس کی اطلاع ملی۔ تو وہ برافروختہ ہوا اور اس نے خیال کیا کہ یہ حرکت امام ابن تیمیہ اور شیخ زین الدین کے اشارے پر ہوئی ہے چنانچہ اس نے امام صاحب اور شیخ زین الدین کو اپنے دربار میں طلب کیا اور عیسائی عساف کو بلایا نائب السلطنت نے دونوں (امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور شیخ زین الدین رحمہ اللہ) کو زدو کوب کیا اور اس کے بعد اس مدرسہ غداویہ کے ایک کمرے میں بند کر دیا اور عساف نے یہ صورت حال دیکھی۔ تو فوراً مسلمان ہو گیا اور اس کی حفاظت کی ضمانت دی گئی ۔ اور بعد میں امام صاحب اور شیخ زین الدین کو رہا کر دیا گیا اور نائب

(25) مقالات شبلی، شبلی نعمانی، ص، 543

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

السلطنت نے اس سے معافی مانگی اور اس زمانہ میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب الصارم المسلول الی شاتم الرسول لکھی۔ جس میں آپ نے قرآن وحدیث اور آثار سلف سے یہ ثابت کیا کہ شاتم الرسول کی سزا قتل ہے۔"(26)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے لیے قید وبند کی صعوبتیں:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مخالفین علمی وفنی مقابلہ نہ کر سکے اور نادامی، ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو دوبارہ سلطان مصر سے شکایت کی اور ابن تیمیہ کے لیے تین شرائط مقرر کی دی۔

1. وہ قاہرہ سے دمشق چلے جائیں اور وہاں مشروط زندگی بسر کریں۔
2. قاہرہ سے اسکندریہ چلے جائیں اور وہاں مشروط زندگی بسر کریں۔
3. اگر دونوں شرطیں منظور نہیں تو پھر جیل چلے جائیں۔

امام صاحب رحمہ اللہ کو جب ان شرائط سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے تیسری شرط منظور کر لی چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ کو جیل بھیج دیا گیا او رامام صاحب کے جیل جانے سے حنابلہ پر آفت آگئی اور ان کو ہر طریقہ سے پیشان کرنے اور اہانت آمیز سلوک کرنا شروع کر دیا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے جیل جانے سے دربار مصر میں حنابلہ کو بہت زیادہ اہانت ذلت ورسوائی سے دوچار ہونا پڑا تھا۔"(27)

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"امام صاحب کو جیل میں تمام سہولیات فراہم کی گئیں خدام کو ان کے ساتھ رہنے کی اجازت دی گئی ہر شخص ان کے پاس آنے جانے کا مجاز تھا۔ لوگ ان سے فتویٰ حاصل کرنے کے لیے جاتے اور آپ ان کے فتوؤں کا جواب لکھ کر ان کے حوالے کرتے تھے۔ کئی لوگ دعا وبرکت کے حصول کے لیے حاضر ہوتے تھے اور آپ ان کے لیے دعا خیر کرتے تھے غرضیکہ امام صاحب کو جیل میں ہر قسم کی سہولت میسر تھی۔ کسی قسم کا تکلیف اور پریشان لاحق نہ تھی۔"(28)

آپ کو مشروط رہائی کی پیشکش بھی کی گئی آپ یہ جواب دیتے ہوئے اس پیشکش کو منظور نہ کیا۔

﴿السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡهِ﴾(29)

"یہ لوگ جس طرف مجھے بلا رہے ہیں اس کے مقابلے میں مجھے جیل کی زندگی زیادہ مرغوب ہے۔"

---

(26) کوکن عمری، امام ابن تیمیہ، (لاہور، نعمان پبلی کیشنز، 2014ء)، ص، 680
(27) ابن کثیر، البداية والنهاية، ج، 14، ص، 38
(28) شبلی نعمانی، مقالات شبلی، ج، 5، ص، 72
(29) یوسف، 12، 33

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

محمد ابوزہرہ مصری لکھتے ہیں:

"امام صاحب کو جیل گئے ہوئے 18 ماہ گزر گئے لیکن آپ نے مشروط رہائی کو منظور نہ کیا آخر ایک عرب امیر "ابن عیسی" کی کوشش سے غیر مشروط رہائی ملی۔"[30]

دوبارہ اسیری:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے رہائی کے بعد مصر میں طویل قیام کیا اور اس قیام کے دوران آپ نے درس و تدریس، دعوت و ارشاد اور وعظ و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور مصر میں موجود قوی و توانا صوفیاء کے گروہ کے عقائد باطلہ کی کتاب و سنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں بدلائل ثابت کیا کہ ایسے خیالات فاسدہ کا حامل شخص دائرہ اسلام میں نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ حاسدین اور مخالفین نے دوبارہ سلطان مصر سے شکایت کی کہ امام ابن تیمیہ پھر شیخ ابن عربی پر تنقید کر رہے ہیں چنانچہ سلطان نے دوبارہ امام صاحب رحمہ اللہ کو اسیر زندان کر دیا۔ اور ایک سال آپ اسیر زندگی رہے۔

تیسری اور آخری اسیری:

دوران رہائی امام صاحب آزادانہ طور پر درس و تدریس اور تحریر و تصنیف اور تبلیغ میں مصروف رہے یعنی 721ھ تا 726ھ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ آزادی کے ساتھ درس و تدریس، دعوت و ارشاد، وعظ و تبلیغ اور افتاء میں معروف رہے۔ اس عرصہ میں زیادہ تر تدریس کی طرف متوجہ رہے اور اس کے ساتھ اپنی بعض تصنیفات پر نظر ثانی بھی کی۔ امام صاحب نے اپنے علمی کاموں میں مشغول و مصروف تھے کہ مخالفین اور حاسدین نے آپ کے خلاف ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا اس ہنگامہ کی وجہ آپ کا فتویٰ "زیارۃ القبور" تھا جو آپ نے 17 ال قبل دیا تھا آپ کا فتویٰ یہ تھا:

کسی قبر کی زیارت کے لیے خواہ وہ قبر انور ہو علی صاحبہ صلوٰۃ وسلام اہتمام سے سفر کر کے جان جائز نہیں ہے اس لیے کہ حدیث میں آتا ہے:

«لاتشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد المسجد الحرام و مسجد هذا و المسجد الاقصیٰ»[31]

"تین مساجد کے علاوہ کسی بھی طرف خاص اہتمام سے سفر نہ کیا جائے۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔"

امام ابن دمشق رحمہ اللہ میں تھے:

اور آپ کے مخالفین آپ کے خلاف مصر میں سازش کر رہے تھے۔ مخالفین کے مذکورہ فتویٰ کو الٹ پلٹ کر کے سلطان کے سامنے پیش کیا۔

(30) ابوزہرہ مصری، حیات ابن تیمیہ، ص، 115

(31) بخاری ، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الصلوة، باب فضل الصلوة فی المسجد، رقم الحدیث ،1189، (بیروت، دار طوق النجاة، 1422ھ)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سلطان نے بغیر تحقیق کیے امام صاحب رحمہ اللہ کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا چنانچہ سلطان مصر سفر کا فرمان دمشق پہنچا۔ امام صاحب رحمہ اللہ کو مطلع کیا گیا آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"میں تو اس کا منتظر تھا اس میں بڑی خیر اور مصلحت ہے۔"

امام صاحب جیل کی سلاخوں کے پیچھے:

اس کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ کو دمشق کے قلعہ میں محبوس کر دیا گیا اور قلعہ کا ایک کمرہ ان کے لیے مخصوص کر دیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ امام صاحب رحمہ اللہ کو اس کی بھی اجازت دی گئی کہ وہ اپنے بھائی زین الدین عبد الرحمان بن عبد الحلیم کو بھی اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں امام صاحب ان کے ساتھ ان کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کو بھی اسیر زندان کیا گیا۔[32]

ایام اسیری اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ:

امام زمانہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایام اسیری میں کیونکر نشر دین وملت سے پہلو تہی کر سکتے تھے۔ آپ یوم اول اسیری سے عبادات و ریاضت اور اپنے افکار و آراء کے تنقیح و تدوین کی طرف توجہ مبذول فرمائی اور تفسیر قرآن کے متعلق پہلوؤں پر آپ نے خامہ فرسای کی اور اس کے ساتھ آپ کے پاس جیل میں استفسارات آتے تو امام صاحب رحمہ اللہ ان کا بھی جواب لکھ دیتے تھے لیکن امام صاحب کو قلم و دوات سے بھی ہاتھ دھونا پڑا یہ نئی مصیبت کیوں نازل ہوئی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"امام صاحب رحمہ اللہ پر اس نئی مصیبت کا سبب یہ تھا کہ مسئلہ زیارۃ القبور کے سلسلہ میں انہوں نے مالکی قاضی ابن افنائی رحمہ اللہ کے مزعومات کی تردید کر تھی اور ثابت کر دیا تھا۔ کہ یہ شخص نہایت جاہل ہے اور اس کی متاع علم بالکل ناقابل التفات ہے افنائی کی نکتہ چینی برداشت نہ کر سکا۔ بادشاہ کے پاس شکایت لے کر پہنچا اور بادشاہ حکم صادر کر دیا کہ تحریر و مطالعہ کا سامان واپس لے لیا جائے اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی۔"[33]

انتہائے جہان فانی اور اتصال الٰہی:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ جیل گئے تو تصنیفات و تالیفات کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت اور تلاوت قرآن میں مشغول رہتے تھے امام صاحب کے بھائی زین الدین عبد الرحمان بیان کرتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے میرے ساتھ قرآن مجید کے 80 دور ختم کیے اور جب 81 مرتبہ سورۃ القمر کی آیت:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾[34]

"نافرمانی سے پرہیز کرنے والے یقینا باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ سچی عزت کی جگہ، بڑے ذی اقتدار بادشاہ کے قریب۔

---

(32) کوکن عمری، امام ابن تیمیہ، ص، 150

(33) ابن كثير، البداية والنهاية، ج، 14، ص، 134

(34) القمر، 54، 54۔55

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"پر پہنچے تو روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔انا للہ وانا الیہ راجعون

"یہ واقعہ 22 ذیقعدہ 728ھ بمطابق 26 ستمبر 1228ء کا ہے انتقال کے وقت عمر 67 سال تھی۔"[35]

اعلان وفات / نماز جنازہ:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے انتقال کے خبر قلعہ کے موذن نے قلعہ کے مینار پر چڑھ کر دی شہر میں یہ خبر بجلی طرح پھیل گئی لوگ پروانہ وار قلعہ کی جانب دوڑنے لگے۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اور لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دے دی گئی چنانچہ لوگ جوق در جوق آتے اور امام زمانہ کی زیارت کرتے۔[36]

نماز جنازہ اور تدفین:

غسل کے بعد جنازہ تیار ہو گیا پہلی نماز جنازہ قلعہ کے اندر پڑھائی گئی۔ جو شیخ محمد بن تمام نے پڑھائی۔ اس کے بعد جنازہ قلعہ کے باہر لایا گیا۔ اور قلعہ کے باہر لوگوں کا اتنا ہجوم تھا۔ کہ لوگوں کو کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا اور لوگوں کو کنٹرول کرنے کے لیے فوج کو طلب کیا گیا اس حال میں مجمع سے یہ آواز بلند ہوئی۔

"هكذا تكون جنائز ائمة السنة"

"سنت کے پیشواؤں کا جنازہ اسی شان کا ہوتا ہے۔"

یہ سن کر کہرام مچ گیا نماز جنازہ میں لوگوں کی تعداد 3 لاکھ سے متجاوز تھی۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"دمشق کی تاریخ میں اس سے پہلے اتنا بڑا جنازہ دیکھنے میں نہیں آیا۔"[37]

دوسری بار آپ کے بھائی زین الدین عبد الرحمان نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقبرہ الصوفیہ کے قبرستان میں اپنے بھائی شرف الدین عبد اللہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

غائبانہ نماز جنازہ:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے وفات پر تمام خلائق کو صدمہ ہوا۔

اکثر اسلامی ممالک میں امام صاحب رحمہ اللہ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی حافظ ابن رجب رحمہ اللہ 795ھ لکھتے ہیں:

"اکثر قریبی اور دور دراز کے اسلامی ممالک میں امام ابن تیمیہ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ یہاں تک کہ یمن اور چین میں

(35) کوکن عمری، امام ابن تیمیہ، ص، 58

(36) ندوی، ابوالحسن علی، تاریخ دعوت وعزیمت، (لکھنؤ، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، 2006ء)، ج، 2، ص، 136

(37) ابن كثير، البدايه والنهايه، ج، 14، ص، 139

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

بھی (وہاں سے آنے والے) مسافروں کا بیان ہے کہ اقصائے چین کے ایک شہر میں جمعہ کے دن (ان الفاظ میں) اعلان کیا گیا ۔ترجمان القرآن کی (غائبانہ) نماز جنازہ ہے۔"[38]

مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"امام صاحب رحمہ اللہ کی وفات سے ساٹھ ستر سال بعد ابن بطوطہ نے چین کا سفر کیا تھا ان کو موجودہ شہر پیکن کے قریب قبائل عرب و تجار اہل اسلام کی ایک بہت بڑی آبادی ملی تھی۔ جس میں فقہاء، محدثین واصحاب درس و تدریس موجود تھے۔ شیخ بدر الدین محدث نے ان کی دعوت کی اسکے علاوہ عام دیار چین میں ہر جگہ عرب اور نو مسلم بتعداد موجود تھے اور بلاد عربیہ سے آمد ورفت کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ انہیں لوگوں نے امام صاحب کی وفات کا خبر سن کر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔"[39]

خلاصہ بحث

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مکمل نام تقی الدین احمد بن عبدالحلیم تھا اور وہ 661ھ میں حران (شام) میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق ایک علمی خاندان سے تھا، اور ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، جو خود حدیث کے بڑے عالم تھے۔ تاتاری حملے کے بعد ان کا خاندان دمشق منتقل ہو گیا، جہاں انہوں نے جامع دمشق کے علمی ماحول میں تعلیم حاصل کی۔ ابن تیمیہ کو بچپن ہی میں غیر معمولی حافظہ عطا ہوا اور انہوں نے قرآن حفظ کر لیا۔ وہ حدیث، تفسیر، فقہ، اصول، نحو اور دیگر اسلامی علوم پر گہری نظر رکھتے تھے۔ ان کے اساتذہ کی تعداد 200 سے زائد تھی اور انہوں نے حدیث کے حفظ اور صحت و سقم پر عبور حاصل کیا۔ ان کی تدریس کا انداز تحقیقی اور پُر تاثیر تھا، جس سے بڑے بڑے علماء بھی متاثر ہوتے۔ انہوں نے اشعری، باطنی، فلسفی اور دیگر گمراہ فرقوں کے خلاف قلم و زبان سے جہاد کیا۔ امام ابن تیمیہ نے منصب قضاۃ قبول کرنے سے انکار کیا اور تمام عمر علم و حق کی سربلندی میں گزاری انہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں مسائل کو بیان کیا اور اجتہاد کو زندہ کیا ان کے فتاویٰ اور تصانیف آج بھی علمی حلقوں میں معتبر سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے دین کی اصل روح کو پیش کیا اور تقلیدِ جامد کے خلاف آواز بلند کی۔ امام ابن تیمیہ کا علمی و فکری ورثہ آج بھی اہل علم و طلبہ کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

---

[38] ابو یعلی، طبقات الحنابلہ، ص، 109

[39] ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ،ج،4،ص،199